OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

قصۂ اصحابِ سبت: سر سید احمد خان، مفتی محمد عبدہ اور رشید رضا کی آرا کا مطالعہ

The Story of *Aṣḥab-e-Sabt*: A Study of the Thoughts of Syed Ahmad Khan, Mufti Muhammad Abduh and Rashid Rida

Naji Ulla Shah
Doctoral Candidate Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan
Dr. Muhammad Nawaz
Assistant Professor, Department of Translation & Interpretation, International Islamic University, Islamabad

Abstract

Sabt was a sacred day for Jews from the period of Hazrat Musa. Almost 11 B.C Bani Israel lived near shore of Red sea, that town was called "Aylah". These Bani Israel were economically civilized but morally declined. They were prohibited praying for fish on Sabt, but they disobeyed this divine law and were punished and were made monkeys. There is controversy among exegetes whether Bani Israel were made monkeys physically or spiritually (Maskh Haqiqi or Maskh Man'vi), Sir Syed Ahmad Khan, Mufti Muhammad Abduh, and Syed Rashid Rida say this conversion was not physical. This tafsir was against the majority of the Mofasserin. After this some Urdu exegetes in subcontinent like Abdul Kalam Azad, Abdul Majid Darya Badi and Amin Ahsan Islahi gave the opinion that those bani Israel were not converted into real monkey but their deeds and minds were converted like monkeys and because of this they were lowered from animals and this was the lesson for other people generally and other Bani Israel especially. This article studies and concludes the opinions of Sir Syed, Abduh and Rashid Rida.

Keyword: Ashab-e-Sabt, Maskh, Haqiqi, Man'vi

تمہید

قصص بنی اسرائیل میں قصہ سبت معروف واقعہ تھا۔ سبت کا دن ان کے لئے عبادت کا دن مقرر کیا گیا تھا اور شکار سے منع کیا گیا تھا۔ یہ لوگ دریا کے کنارے رہتے تھے اور ان کی بستی تجارت اور تمدن میں ترقی یافتہ تھی لیکن حیلہ سازی اور نافرمانی کی وجہ سے زوال کا شکار ہو گئی اور نشان عبرت بن گئی۔ یہ بستی کس مقام پر آباد تھی اور یہ کس دور کا واقعہ ہے قرآن میں اس کی طرف اشارہ نہیں پایا جاتا اس لئے سر سید، محمد عبدہ اور سید رشید رضا اس کی تعین کے بجائے اس واقعہ سے جو سبق ملتا ہے اس پر زور دیتے ہیں اور مسخ صوری اور مسخ معنوی پر بحث کرتے ہوئے دلائل سے مسخ معنوی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مضمون میں ان حضرات کی آرا اور دلائل کا مطالعہ مطلوب ہے۔

سر سید کا نقطۂ نظر

سر سید بنی اسرائیل کے سچ مچ بندر بن جانے کو تسلیم نہیں کرتے وہ لکھتے ہیں: "کو نو اقردة، ہو جاؤ بندر، اس کی تفسیر میں بھی ہمارے علماء مفسرین نے عجیب و غریب باتیں بیان کی ہیں، اور لکھا ہے کہ وہ لوگ سچ مچ صورت و شکل اور ہیئت میں بھی بندر ہو گئے تھے۔ بعضوں کا قول ہے کہ وہ تیسرے دن مر گئے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ بندر جو، اب درختوں پر چڑھتے اور ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی پر اچھلتے پھرتے ہیں انہی بندروں کی نسل میں سے ہیں۔"[1] ان کی شکلیں بندروں جیسی نہیں ہو گئی تھیں یا وہ سچ مچ بندر نہیں بن گئے تھے جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے اور اس سلسلہ میں احادیث بھی بیان کی جاتی ہیں لیکن دوسری آراء اور روایات مسخ معنوی سے متعلق بھی مل جاتی ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہود کو ہفتہ کے دن کا شکار کا حیلہ ان کے علماء نے بنا کے دیا تھا لیکن سر سید کہتے ہیں ان کے مشائخ نے ان کو یہ سزا دی کہ ان کو بستی سے الگ کر دیا جسے بندر الگ رہتے ہیں اور یہ گروہ عبادت کے دن شکار کھیلتا تھا ان کو رسوا کر کے الگ کر دیا اور وہ تورات پر نہ چلنے والوں کا ایسا ہی بائیکاٹ کیا کرتے تھے اور مسخ کے یہی معنی ہیں: "یہ تمام باتیں لغو خرافات ہیں، خدائے پاک کے کلام کا یہ مطلب نہیں ہے۔ یہودیوں کی شریعت میں سبت کا دن عبادت کا دن تھا اور اس میں کوئی کام کرنا یا شکار کھیلنا منع تھا۔ مگر ایک گروہ یہودیوں کا جو دریا کے کنارے پر رہتا تھا، فریب سے سبت کے دن بھی شکار کھیلتا تھا، ان کی قوم کے مشائخوں نے منع کیا جب نہ مانا تو ان کو قوم سے منقطع، برادری سے خارج، کھانے پینے سے الگ، میل جول سے علیحدہ کر دیا۔ اور وہ توریت پر نہ چلنے والوں کو ایسا ہی کیا کرتے تھے، اور اسی لئے ان کی حالت بندروں کی سی ہو گئی تھی۔"[2]

مفتی محمد عبدہ کا بیان

سر سید کی طرح مفتی محمد عبدہ بھی مسخ صوری کے مسخ معنوی کے قائل نظر آتے ہیں، یعنی سبت کے دن کی خلاف ورزی میں ان کے اخلاق بندروں جیسے ہو گئے تھے اور ان کی عادات و خصائل میں رذالت آ گئی تھی۔ "ابن جریر اور ابن حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ان کی صورتیں مسخ نہیں ہوئی تھیں بلکہ ان کے دل مسخ ہوئے تھے، بندروں کی طرح جیسا کہ مثال ہے ان کے لئے گدھے کی۔ یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ انسان کی طبیعت و اخلاق میں بندروں جیسی رذالت پیدا کر دیتا ہے اور معاصی و منکرات کے مرتکب ہونے پر انہیں شرم و حیا مانع نہیں ہوتی۔"[3] وجزاء مثله هو الخروج من محيط الكمال الانسانى ، والر توع فى مراتع البهميه ، كالقرد فى نزواته [4] مجاہد کا قول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کی صورتیں بندروں کی سی نہیں ہو گئی تھیں بلکہ ان کے دل بندروں کے سے ہو گئے تھے اس کے لئے بندروں کے ساتھ ان کو

تشبیہ دی ہے، جیسا کہ خدا تعالیٰ نے گدھے کے ساتھ اپنے اس قول میں کہ ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں، تشبیہ دی ہے۔ عام طور پر مفسرین نے اس علاقہ کا ذکر بھی کیا ہے جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا لیکن سید رشید رضا کہتے ہیں کہ استاذ محمد عبدہ اس مقام اور اس قصہ کی جزئیات کو اہمیت دینے کے بجائے قصہ میں جو سامان عبرت ہے اس کی طرف توجہ دلاتے ہیں:

وذهب جمهور المفسرين إلى تلك القرية أ يلة وقيل طبرية أومدين وقالوا إن ذالك كان في زمن داؤد عليه السلام ، والقرآن لم يعين المكان ولا الزمان [5]

قصص کی تفسیر کے بارے میں مفتی محمد عبدہ کا یہ خاص اصول ہے کہ قرآن نے جس کو مبہم رکھا ہے۔ اس کی تفصیل کے درپے نہیں ہوتے: "اور جمہور مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ یہ شہر ایلہ یا طبریہ یا مدین تھا اور انہوں نے کہا کہ یہ داؤدؑ کے دور کا قصہ ہے۔ لیکن قرآن نے اس کے زمان و مکان کا تعین نہیں کیا ہے۔ اصلی مقصود تو عبرت ہے نہ کہ اس طرح کی جزئیات کا تعین کرنا ہے اور اس دور کے بنی اسرائیل پر حجت قائم کرنا ہے کہ نبی ﷺ کی مخالفت کرنا کوئی تمہارا نیا فعل نہیں ہے۔ اور پھر یہ واقعہ ہر ایک کے لئے عبرت ہے جو اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کرتا ہے اور اپنی خواہش کی پیروی کرنا چاہتا ہے اور جانوروں کی سی زندگی گزارنا چاہتا ہے۔"[6]

سید رشید رضا کی تائید

اپنے استاذ محمد عبدہ کے اس خیال کی تائید کرتے ہیں کہ مسخ معنوی ہوا تھا۔ یہود کو اخلاقی خرابی کی وجہ سے ان کی عادات بندروں جیسی ہو گئی تھیں۔ اور نبی ﷺ کے زمانہ کے یہود کو بھی مدینہ سے نکلنا پڑا اور ان کو بندروں کی طرح دردر پھرنا پڑا اور دھکے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ معنوی صوری سے متعلق نبی ﷺ سے صحت کے ساتھ کچھ منقول نہیں ہے۔: "اور میں کہتا ہوں اس آیت کی تفسیر میں نبی ﷺ سے کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے جو کہ اس بارہ میں نص ہو کہ ان کا مسخ صوری یا جسمانی ہوا تھا۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں مجاہد کا قول ذکر کیا ہے کہ مسخ معنوی ہوا تھا اور متاخرین نے کہا کہ صوری ہوا تھا۔ پھر آخر میں کہا کہ صحیح یہ ہے کہ معنوی صوری ہوا تھا۔"[7] سید رشید رضا اس مقام پر حافظ ابن کثیر کے اس مبہم قول کہ "معنوی صوری" ہوا تھا پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ معلوم نہیں اس سے ان کی کیا مراد ہے:

ثم قال والصحيح أنه معنوى صور ى ،فما مراده بذالک [8]

مولانا ابوالکلام آزاد مسخ معنوی کے قائل نظر آتے ہیں، یہود کا دھتکارا ہوا ہونا مراد لیتے ہیں اور مجاہد کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ "ہم نے کہا ذلیل و خوار بندروں کی طرح ہو جاؤ۔ انسانوں کے پاس سے ہمیشہ دھتکارے نکالے جاؤ گے"[9] "بندر ہو جانے کا مطلب کیا ہے؟ ان کی صورتیں بندروں کی سی ہو گئی تھیں یا دل؟ آئمہ تفسیر میں سے مجاہد کا قول ہے "مسخت قلوبھم" ان کے دل مسخ ہو گئے تھے۔"[10]

قرآن نے جس طرح اختصار کے ساتھ اس واقعہ کو بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہود اس سے واقف تھے۔ جمہور مفسرین مسخ حقیقی کے قائل ہیں لیکن تابعین کے دور سے ہی اس میں اختلاف چلا آرہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرسید محمد عبدہ، رشید رضا اور ابو الکلام مسخ مجازی کے قائل ہوئے ہیں: "لیکن روایتیں خود اس نتیجہ پر متفق نہیں، بلکہ یہ قول تابعین ہی کے زمانہ سے تفسیروں میں لکھا چلا آرہا ہے کہ مسخ صرف معنوی ہوا تھا صوری نہیں، یعنی ان کے عادات و خصائل بندروں کے سے

کر دیئے گئے تھے، اور بندر کا اطلاق ان پر مجازاً ہونے لگا تھا۔ ورنہ حقیقتاً وہ بندروں کے جسم و قالب میں تبدیل نہیں کئے گئے تھے"[11]

مسخ کے سلسلہ میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان کے مضامین میں اختلاف ہے اس لیے مفسرین کو ان کی عجیب و غریب تاویلات کرنا پڑی ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی اس بات کو اہم نہیں سمجھتے کہ مسخ صوری وجسمانی یا عقلی وروحانی ہوا تھا بلکہ انسان اور بندر اصلی فرق خواہش نفس پورا کرنے میں اخلاقی حدود کی پہچان کا ہے۔ جب یہ پہچان مٹ جائے تو ان میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا:"انسان اور بندر کے درمیان شکل وصورت کا فرق بہت زیادہ نہیں ہے۔ اصلی فرق جو ہے وہ عقل وارادہ کا ہے۔"[12] خواہشات نفس کی پیروی جب عقل اور اخلاق زوال کا شکار ہو جاتے ہیں تو انسان اور بندر میں کوئی خاص فرق نہیں رہ جاتا:"جب یہ زوال آخری حد کو پہنچ جاتا ہے تو یہ تھوڑا سا ظاہری فرق بھی بالا آخر مٹ ہی کے رہتا ہے۔"[13]

مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس بستی کا نام ایلہ تھا جو بحر قلزم کے کنارے آباد تھی اور یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ کا ہے:"اس شہر کا حال پوچھیئے کہ جو دریا کے روبرو تھا اس شہر کا نام اَیْلَہ تھا جو بحرِم قلزم کے کنارہ پر واقع تھا۔"[14]

ایلہ جس کا نام تورات میں ایلات آیا ہے یہ فلسطین کے جنوب اور عرب کے شمال میں جس کا قدیم نام ادوم تھا بحر قلزم کی مشرقی خلیج میں ساحل پر واقع تھا:"روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں یہود کی ایک بڑی آبادی مقام ایلہ میں تھی یہ ذکر انہی کا ہے۔"[15]

حضرت داؤد علیہ السلام کا دور حکومت ۱۰۱۳ ق م سے ۹۷۳ ق م کا ہے۔ ایلہ کے یہود سبت کے دن کی عظمت کو پامال کرتے تھے اس لئے ان کو ایسی سزا دی گئی جو دوسروں کیلئے باعث عبرت ہو، آج کل کے لحاظ سے یہ علاقہ کون سا ہو سکتا ہے:"موجودہ جغرافیہ اس کو عقبہ کے نام سے پہنچانتا ہے۔ اور عقبہ خلیج عقبہ کا مشہور بندر گاہ ہے۔"[16]

مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی اپنی کتاب قصص القرآن میں اس سے اختلاف کرتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت داؤد کے زمانہ میں پیش آیا۔ وہ کہتے ہیں حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں پیش آنے کے بارے میں مفسرین نے شاہ عبد القادر کے اتباع میں تسلیم کیا ہے۔ لیکن ایسا قرین قیاس نہیں ہے کیوں کہ قرآن نے اس واقعہ کی تفصیل میں کسی پیغمبر کا ذکر نہیں کیا حالانکہ ایک بڑی جماعت پر مسخ کا عذاب مسلط ہونے کا ذکر کیا گیا ہے:

> "قرآن کے اسلوب بیان اور جلیل القدر مفسرین کی شرح تفصیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب سبت کا یہ واقعہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ کے درمیانی زمانہ میں کسی ایسے وقت پیش آیا جب کہ ایلہ میں کوئی نبی موجود نہیں تھے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ وہاں کے علماء حق کے سپرد تھا اس لئے قرآن عزیز نے صرف ان کا تذکرہ کیا اور کسی نبی یا پیغمبر کا ذکر نہیں کیا۔"[17]

مولانا حفظ الرحمن کی رائے اس حوالہ سے تو درست معلوم ہوتی ہے کہ اس وقت بنی اسرائیل میں ہوئی پیغمبر موجود نہیں تھا لیکن ان مفسرین کی رائے کو تقویت بھی ملتی ہے جو مسخ معنوی کے قائل ہیں کیونکہ پیغمبر کی موجودگی میں اگر وہ نافرمانی کرتے تو ضرور بڑی سزا یعنی مسخ صوری ہونا چاہیئے تھا۔ چونکہ پیغمبر کی غیر موجودگی میں علماء کی نافرمانی کی اس لئے نسبتاً ہلکی سزا مسخ معنوی یا روحانی پر اکتفا کیا گیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں کوئی ایسی بیماری لاحق ہوگئی ہو جس کا اثر ان کے چہروں پر پڑا ہو اور وہ بندروں کے مشابہ ہوگئے ہوں جسے مشہور طبیب زکریا زاری نے جزام کے مرض پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جس سے

خون اس قدر فاسد ہو جاتا ہے کہ اعصاب اور شرائن میں تشنج پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا اثر چہرے پر پڑتا ہے۔ بنی اسرائیل کے قلوب مسخ ہو کر انسانی خواص سے محروم ہو گئے اور جذام سے ان کے چہرے بندروں کی طرح نظر آنے لگے جیسے حیلہ ظاہر میں حق کے مشابہ نظر آتا ہے لیکن باطن میں ایسا حیلہ گناہ ہوتا ہے۔

اصلی فرق انسان اور بندر کے درمیان شکل کا نہیں بلکہ اعمال کا ہے اگر انسان خدا تعالیٰ کے احکام بالائے طاق رکھ دے تو وہ جانور کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے یہ بستی سمندر کے کنارے آباد تھی اور کافی متمدن تھی لیکن خدا کی نافرمانی کے بعد ذلت و پستی کا شکار ہو گئی۔ آیات الہیٰ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ کے صرف ظاہری مفہوم پر نہیں بلکہ ان کی معنویت پر بھی غور کرنا چاہیے۔ مسلمانوں کے لئے اس میں ایک سبق یہ بھی ہے کہ کوئی قوم جب علم و تحقیق چھوڑ بیٹھتی ہے تو وہ ترقی وسیادت سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے اور اصل کے بجائے نقل پر انحصار کرتی ہے اور بندروں کی طرح نقالی پر اکتفا کرتی ہے اور قوموں کی زندگی میں نشان عبرت بن جاتی ہے۔[18]

قصص کے ضمن میں سر سید کی تفسیر عقلی وکلامی انداز پر ہے۔ محمد عبدہ بھی عقل کو نقل پر ترجیح دیتے ہیں لیکن سید رشید رضا عقل و نقل میں توازن قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے تفسیر المنار کے بارے میں کہا جاتا ہے، ھو التفسیر الوحید الجامع بین صحیح الماثور وصریح المعقول، اور قرآن میں قصص بیان کرنے کا مقصد محمد عبدہ کے نزدیک لوگوں کے تمام امور کی اصلاح ہے:

> ان الله تعالیٰ أنزل القرآن كتاباً لصلاح أمرالناس كافة ، رحمةً لهم، فكان المقصد الأعلیٰ منه صلاح الأحوال الفرديه والجماعيه والعمرانيه۔

دلائل کا وزن زیادہ مسخ معنوی ہی کی طرف نظر آتا ہے اور یہ بھی ایک سزا ہے اور اعمال کا اثر صورتوں پر پڑتا ہی ہے۔

خلاصہ بحث

بنی اسرائیل کے ہاں سبت کا دن مقدس تھا لیکن تقریباً ۱۱ سو قبل مسیح کے یہود کی ایک بستی جو قرآن کے مطابق سمندر کنارے آباد تھی۔ لوگ سبت کی حرمت کو پامال کرتے تھے اور حیلہ کے ذریعے مچھلی کا شکار کرنے لگے تھے۔ اس بات پر مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ بستی ایلہ تھی جس کو آج کل ایلات کہا جاتا ہے۔ سر سید اور محمد عبدہ بستی کا تعین نہیں کرتے سر سید صرف مسخ پر بحث کرتے ہوئے مسخ معنوی ہونا مانتے ہیں لیکن محمد عبدہ مسخ معنوی تسلیم کرنے کے ساتھ قصہ سے عبرت و نصیحت کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ سید رشید رضا بستی کے بارے میں مختلف اقوال بیان کر کے "ایلہ" کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنے استاذ سے اتفاق کرتے ہوئے مسخ معنوی اور قصہ میں سے عبر و نصائح حاصل کرنے پر زور دیتے ہیں۔ تینوں مفسرین نے جمہور مفسرین کے مسخ صوری کے تصور سے اختلاف کیا ہے۔ ان کے علاوہ اردو مفسرین میں ابو الکلام اور امین احسن اصلاحی مسخ مجازی کے قائل نظر آتے ہیں۔ عبد الماجد دریابادی کا رجحان بھی کچھ اسی طرف ہے کیوں کہ ان کے بقول تابعین کے دور سے ہی اس میں اختلاف چلا آرہا ہے۔ قرآن میں بیان کردہ بہت سارے واقعات کو مفسرین عام طور پر معجزہ بنا کے ہی بیان کرتے ہیں اور اسرائیلی روایات سے اور مرسل روایات سے اس واقعہ میں مزید رنگ بھرنے کی کوشش میں اس قصہ کا جو حقیقی مقصد عبر و نصائح ہے سے دور چلے جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل تاریخ کا ہر واقعہ حقیقی معجزہ نہیں ہوتا یہ الگ بات ہے وہ اپنے اندر معجزانہ شان ضرور رکھتا ہے۔ ان قصص و واقعات کو قرآن ہی کے دوسرے بیانات سے سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور جیسا کہ محمد عبدہ کا

اصول ہے کہ قرآن نے جس بات و مبہم رکھا ہے اس میں مزید کرید نہیں کرنی چاہیے اور نہ اسرائیلی روایات اور مرسل رویات سے اس کے اصل مقصد و مدعا میں الجھاؤ پیدا کرنا چاہیے۔ قرآن کے قصص کی اسی حقیقت کو مولانا ابوالکلام آزاد نے بیان کیا ہے۔:"قرآن نے ہدایت و تذکیر امم کیلئے جن جن اصولوں پر زور دیا ہے ان میں سب سے نمایاں اصل پچھلی قوموں کے ایام و وقائع اور ان کے نتائج ہیں۔ وہ کہتا ہے کائنات ہستی کے ہر گوشے کی طرح قوموں اور جماعتوں کیلئے بھی خدا کا قانون سعادت و شقاوت ایک ہی ہے اور ہر عہد اور ہر ملک میں ایک ہی طرح کے احکام و نتائج رکھتا ہے۔"[19]

References

[1] Sir Syed Ahmad Khan, Tafsir-ul-Quran, Dost Associate Lahore, 1995, Vol.1, p.123.
[2] Ibid, Vol.1, p.123
[3] Rasheed Raza, Syed, Tafsir Al-Manar, Darul Marfha Beirut, Lebanon, Vol.1, p.343
[4] Ibid, Vol. 1, p. 343
[5] Ibid, Vol. 1, p. 344
[6] Ibid.
[7] Ibid, Vol.1, p. 345
[8] Ibid.
[9] Azad, Abul Kalam, Tarjaman-ul-Quran, Malik Din Muhammad & Sons. Lahore, Vol.1, p. 278
[10] Ibid, Vol. 2, p. 90
[11] Daryabadi, Abdul Majid, Tafsir-e-Majdi, Majlis-e-Tehqeeqat wa Nashriyat Islam, Lukhnow, p. 36
[12] Islahi, Amin Ahsan, Tadabbur-e-Quran, Faran Foundation Lahore, Vol.1, p. 245
[13] Ibid, Vol.1, p. 245
[14] Kandhlvi, Muhammad Idrees, Maariful Quran, Maktaba al-Maarif, Darul Uloom Hussainia, Shahdad Pur, Sindh
[15] Daryabadi, Abdul Majid, Tafsir-e-Majdi, p. 36
[16] Ibid, p. 36
[17] Seoharwi, Hifz-ur-Rehman, Qasas ul Quran, Maktabah Rehmania Lahore, Vol.3, p.52
[18] Azad, Abul Kalam, Tarjaman-ul-Quran, Vol.1, p. 263
[19] Ibid, Vol.1, p. 236